جناب شفیق فاروقی

ربوہ میں قادیانیوں کا اجتماع

شیعہ سنّی نصاب کی علیحدگی

اور

قومی اسمبلی میں شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کی تحریک التواء

سرکاری تعلیمی اداروں میں شیعہ سنّی نصاب دینیات کی علیحدگی کے یکطرفہ فیصلہ کی خبریں آچکی ہیں۔ یہ چیز سنّی مسلمانوں کے لئے اعتقادی، فکری اور ملک کو سیاسی و اقتصادی لحاظ سے سراسر نقصان دہ ہے۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ نے ایسے اہم اور قومی مسئلہ کو قومی اسمبلی میں زیر غور لانے کے لئے ۱۱ر دسمبر ۷۶ء کو قومی اسمبلی کے اجلاس میں تحریک التواء پیش کی جیساکہ ۲۱ اور ۲۵ اگست ۱۹۷۶ء میں بھی حضرت شیخ الحدیث نے متعدد بار قومی اسمبلی میں اس مسئلہ کو اٹھایا اور اس وقت کے وزیر قانون و تعلیم جناب پیرزادہ صاحب نے یقین دلایا کہ ایسا کوئی فیصلہ مکمل غور و خوض اور اتفاق رائے کے بغیر نہیں کیا جائے گا۔ اور اب جبکہ کچھ شیعہ رہنما اور حکومت کے درمیان ۱۳ر اکتوبر ۷۶ء کو لاہور میں اس فیصلہ کو آخری شکل دینے کا اعلان کیا گیا۔ تو حضرت شیخ الحدیث چاہتے تھے کہ ملک کے واحد نمائندہ با اختیار ادارہ میں اس مسئلہ کے ہر پہلو پر سیر حاصل بحث ہو اور ایک قومی مسئلہ کے ہر اچھے برے گوشوں کو نمایاں کیا جاسکے۔

۱۱ر دسمبر ۷۶ء کو شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ نے اپنی تحریک التواء میں کہا کہ :

"شیعہ سنّی نصاب کی علیحدگی اور دینیات کے نصاب کو از سر نو مرتب کرنے پر بحث کی جائے، کیونکہ اس فیصلہ سے ملک کی قومی یکجہتی متاثر ہو رہی ہے۔ اور ملک کی ۹۵ فیصد سنّی مسلمانوں کی دینی اور ثقافتی حق تلفی ہو رہی ہے۔ اس سے بھائی چارے کی فضا خراب ہو جائے گی اور ہمارے ملّی اتحاد کو ٹھیس پہنچ کر یہ بات قومی و ملکی سالمیت کے لئے خطرات کا باعث بن سکے گی اور یہ مسئلہ ہماری سیاسی، اعتقادی، اقتصادی

فکری اور قومی زندگی پر اثر انداز ہو سکے گا۔ اس لئے اسے زیر بحث لایا جائے۔

اس دن جناب پیرزادہ صاحب وزیر تعلیم ایوان میں موجود نہیں تھے تو پارلیمانی امور کے وزیر مملکت ملک محمد اختر کو تحریک کو خلاف ضابطہ ثابت کرانے کا کام سپرد تھا۔ جناب ملک محمد اختر نے تحریک کی مخالفت کرتے ہوئے جو کچھ کہا وہ مغالطوں اور تضادات کا ایک شاہکار تھا۔ انہوں نے کہا کہ

"۱۹۷۵ء میں شیعہ کمیٹی کے مطالبات پر نیازی کمیٹی نے رپورٹ مرتب کی تھی ہم ایک متفقہ فارمولے پر پہنچے دونوں فرقوں کے رہنماؤں نے اتفاق کیا اس لئے یہ حالیہ نہیں ۱۹۷۵ء کا واقعہ ہے اور یہ قومی و عوامی مفاد کا مسئلہ بھی نہیں کہ ہم اس پر یہاں بحث کریں۔"

مولانا عبدالحق :- سپیکر صاحب ! ۱۳ اکتوبر ۱۹۷۷ء کو فیصلہ ہوا، لہٰذا یہ حالیہ واقعہ ہے۔

سپیکر صاحب :- جی ہاں میں نے ان کی یہ بات نہیں مانی چونکہ یہ ابھی ہوا ہے اس لئے وہ یہ ثابت کریں کہ اس سے قومی مفاد اور ہماری فکری و ذہنی زندگی متاثر نہیں ہو سکتی۔

مولانا عبدالحق :- وزیر صاحب نے کہا ہے کہ یہ شیعہ سنّی رہنماؤں کے اتفاق سے ہوا ہے۔ نہیں، بلکہ ۱۶ شیعہ نمائندے اور دو حکومت کے نمائندے تھے۔ کوئی سنّی عالم اس فیصلے کے وقت نہیں تھا یہ جھوٹ کہتے ہیں۔

جناب سپیکر صاحب :- وہ کہتے ہیں کہ قومی یکجہتی کو نقصان نہیں ہو سکتا۔

مولانا عبدالحق صاحب :- یہ عجیب ہے کہ ۹۵ فیصد سنّی مسلمانوں کے عقائد کو ذبح کیا جا رہا ہے۔ اور اگر ملک کے دو ٹکڑے کرنے والے غدّار ہیں، ملک دشمن ہیں تو ہمارے مذہب کے لحاظ سے قوم کو دو ٹکڑے کرنے والے کیوں غدّار نہیں۔

مفتی محمود صاحب :- سپیکر صاحب یہ تو واضح بات ہے کہ شیعہ سنّی قدیم سے سکولوں میں یکجا پڑھتے آرہے ہیں۔ یہ چیز اتحاد کی مظہر ہے۔ اب جب الگ بیٹھیں گے، الگ پڑھیں گے تو سن شعور ہی کے پہلے دن سے اپنے آپ کو الگ سمجھنے کا احساس ابھرے گا۔ دوسری بات یہ کہ آٹھویں جماعت تک ایسا نصاب ہوگا۔ جو مشترکہ ہوگا۔ اور خلفاء راشدین کا ذکر اس میں نہیں ہوگا ـــــــ

سپیکر صاحب :- چونکہ پیرزادہ ایوان میں نہیں، کل انہیں آنے دیں اس وقت تک مولانا صاحب کی اس تحریک کو ملتوی رکھا جائے۔ ورنہ بحث غلط ہوتی جا رہی ہے۔

اس مرحلہ پر مولانا نورانی نے بھی اٹھنا چاہا، مگر سپیکر صاحب نے انہیں کل تک اس بحث کو ملتوی رکھنے کا کہا اور تحریک کل پر چھوڑ دی گئی۔

دوسرے دن ۱۲ دسمبر ۱۹۷۶ء شام کے اجلاس میں مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ نے پیرزادہ صاحب کی موجودگی میں تحریک التواء دوبارہ پیش کر دی۔ جناب پیرزادہ صاحب نے جوابی تقریر میں اصل مسئلہ علیحدگی سے گریز کرتے ہوئے فیصلہ کو عملی شکل دینے کی صورتحال پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی

جناب عبدالحفیظ پیرزادہ صاحب:۔ جناب سپیکر صاحب! میرے دوست مولانا عبدالحق صاحب نے جو تجویز اور تحریک کی ہے۔ اس سے کوئی نتیجہ یہ کہنے کا نہیں نکلتا کہ ان کا کوئی نمائندہ نہیں۔ کمیٹی میں اسلامیات کے نئے نصاب کو مدون کرنے کے لئے جو کمیٹی بنائی گئی اس میں شیعہ علماء بھی ہیں سنی بھی۔ سنی علماء میں مولانا محمد بخش مسلم، مولانا محمد حنیف ندوی، مولانا ضیاء القاسمی، پروفیسر محمد احمد قاضی حیدرآباد ڈاکٹر عبدالواحد ہالے پوتا قاضی مجیب الرحمان، سنی علماء کے نمائندہ ہیں۔

وزیر صاحب نے مزید کہا کہ اگر معزز ممبر چاہیں تو یہ نصاب دیکھ سکتے ہیں، وزارت تعلیم میں تشریف لا کر مطالعہ کر سکتے ہیں۔ یہ نصاب دونوں طرف سے تجویز کردہ متفقہ فارمولا کے مطابق ہوگا۔ ایک نصاب مشترکہ ہوگا ایک الگ مگر کلاسیں ساتھ ساتھ ہوں گی۔ ہم چاہتے ہیں کہ چھوٹے چھوٹے بچوں کو اس طرح تعلیم دیں کہ وہ یہ نہ سمجھیں کہ ہم الگ ہیں۔ اس لئے مولانا صاحب! اسے فی الحال ملتوی رہنے دیں۔ اگر خامی معلوم ہوئی تو وہ بتا سکتے ہیں۔

سپیکر صاحب:۔ مولانا صاحب! آپ نے وزیر تعلیم کا سن لیا کہ اس سے کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا وہ نصاب کی کاپی آپ کو بھجوا دیں گے۔ یا آپ خود وزارت میں جا کر دیکھ سکتے ہیں۔

مولانا عبدالحق صاحب:۔ جناب سپیکر صاحب مجھے چند معروضات کی اجازت عطا کریں۔

بات یہ ہے کہ اس وقت اس میں کوئی شک نہیں کہ ملی اتحاد کا تقاضا یہ تھا کہ ایسے وقت میں یہ مسئلہ نہ اٹھایا جاتا جبکہ ایک مسئلے (قادیانی مسئلہ) کو قومی اسمبلی نے حل کرنے کی بنیاد رکھ دی ہے۔ اور ابھی فضا قائم ہو گئی تو آپس میں نزاع والی باتیں نہ چھیڑی جائیں تو بہت بہتر ہے۔ تو اہل سنت والجماعت نے نصاب تعلیم کی علیحدگی کا مطالبہ کبھی بھی اور ہرگز نہیں کیا۔ بلکہ ہمارے شیعہ بھائیوں نے کیا ہے۔ تو میری گذارش یہ ہے کہ جب نصاب پر دونوں کا اتفاق ہے اور ایسی کوئی بات نہیں ہے کہ اس میں اختلاف یا کسی فریق کی دلآزاری ہو تو پھر ایسا مطالبہ کیا کیوں جا رہا ہے۔ آٹھویں کلاس تک قرآن اور اخلاقیات کا ذکر ہوگا، نماز کا ذکر ہوگا، مگر سیرت، سوانح کا نہیں۔ پھر اگر نماز بھی ایک ہے، اخلاقیات

بھی ایک۔ تو علیحدگی کا مقصد کیا۔

شیعہ ہمارے بھائی ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ اہل سنت ہمیشہ رواداری سے کام لیتے ہیں۔ سابقہ برسوں میں شیعہ بھائیوں کی وزارت عظمیٰ اور صدارت تک کو بھی بخوشی برداشت کرتے چلے آ رہے ہیں۔

سپیکر صاحب:۔ مولانا ابھی میں اس بحث کی ہرگز اجازت نہیں دوں گا۔

مولانا نورانی صاحب:۔ جناب! مولانا تو رواداری کی بات کر رہے ہیں کہ اسے قائم رکھنے کی ضرورت ہے۔

مولانا عبدالحق صاحب:۔ ہمارے طرف سے نصاب کی علیحدگی کا کوئی مطالبہ نہیں۔

پیرزادہ صاحب:۔ سپیکر صاحب یہ درست نہیں ہے۔ یہ ہم کس چیز پہ بحث کر رہے ہیں۔

مفتی محمود صاحب:۔ کیا وزیر صاحب کے لئے کوئی قانون یا ضابطہ نہیں۔ مولانا صاحب بول رہے ہیں۔ اور یہ آپ سے اجازت لئے بغیر جب چاہیں کھڑے ہو جائیں۔

پیرزادہ صاحب:۔ مولانا صاحب بولتے جا رہے ہیں اور میری نہیں سنتے۔

سپیکر صاحب:۔ مولانا صاحب وزیر تعلیم نے کہا ہے کہ آپ کے خدشات درست نہیں۔

مولانا عبدالحق صاحب:۔ سپیکر صاحب گذارش یہ ہے کہ

سپیکر صاحب:۔ میں ایوان میں اس پر بحث کرنے کے لئے ہرگز تیار نہیں ہو سکتا، ایک مسئلہ ختم ہو چکا ہے۔ دوسرا مسئلہ یہاں زیر بحث لانے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ (حالانکہ مولانا یہی چاہتے تھے کہ یہ مسئلہ ملک بھر میں اٹھایا ہی نہ جائے۔ مرتب) مگر اس مرحلہ پر سرکاری بنچوں نے سپیکر صاحب کے الفاظ پہ تالیاں بجائیں۔

مفتی محمود صاحب:۔ جناب والا ہم چاہتے ہیں کہ مسئلہ پیدا نہ ہو اور یہ لوگ تالیاں بجا رہے ہیں کہ مسئلہ پیدا ہو۔ یہ تالیاں قوم کو لڑانے پہ بجائی جا رہی ہیں۔ ہم لوگ صدیوں سے اکٹھے رہ رہے ہیں، مگر آپ قوم کو الگ الگ کر رہے ہیں۔

پیرزادہ صاحب:۔ میں سب دکھا سکتا ہوں وزارت تعلیم میں آئیں، آپ کو غلط نظر آئے تو۔

مفتی محمود صاحب:۔ ہم تو چاہتے ہیں کہ اختلاف بالکل پیدا نہ ہو۔ ہم شیعہ سنی ایک یونٹ ہیں ہم قوم کو اختلاف میں دھکیلنا نہیں چاہتے، مشترکہ نصاب سے خلافت راشدہ کا باب نکالا جا رہا ہے۔

سپیکر صاحب :- مولانا عبدالحق صاحب ! آپ نے تحریک میں کوئی حوالہ نہیں دیا کہ کس بات سے قومی یکجہتی متاثر ہو رہی ہے۔ محض ہوا میں معلق ایک تحریک پیش کر دی ہے۔ لہٰذا میں اسے مسترد کرتا ہوں۔

—— اس مرحلہ پہ ایوان میں مولانا عبدالحق مدظلہ مفتی محمود صاحب اور وزیر تعلیم میں خاصی گرما گرمی پیدا ہوئی اور دونوں کو ایک دوسرے پر قوم کو الگ کرانے کے الزامات دہرائے گئے۔ مگر یہ فیصلہ تو آگے چل کر حالات اور تاریخ سے ہو سکے گا کہ نصاب تعلیم کے ذریعہ علیحدگی اور انتشار کی بنیاد ڈالی گئی یا نہیں —— اور یہ کہ اس کا ذمہ دار کون ہوگا۔ مگر مولانا عبدالحق اور ان کے ساتھی ارکان نے ایک نازک قومی مسئلہ پہ اپنے فریضہ کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کی۔

ربوہ میں قادیانیوں کے سالانہ اجتماع پہ تحریک التواء | دسمبر کے آخر میں ربوہ میں بڑے پیمانے پر قادیانیوں کے عالمی اجتماع کی خبریں آچکی ہیں۔ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت دئے جانے کے بعد ظاہر ہے کہ ایسے اجتماع میں کیا کیا تدبیریں اور ملک وملت کے خلاف سازشیں زیر غور آئیں گی حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ نے ۱۸ر دسمبر کو قومی اسمبلی میں اس مسئلہ کو تحریک التواء کے ذریعہ زیر بحث لانا چاہا اقلیتی امور کے وزیر ملک محمد جعفر نے تحریک کے نفس مضمون سنانے کی بھی مخالفت کی اور اسے زیر بحث لانا بھی مفاد عامہ کے خلاف (؟) قرار دیا سپیکر نے دوسرے دن پہ اپنا فیصلہ ملتوی کر دیا۔ دوسرے دن ۱۹ر دسمبر کو سپیکر نے کہا کہ گو وزیر موصوف تو تحریک پیش کر دینے کے بھی خلاف ہیں مگر مجھے اس سے اتفاق نہیں محرک مولانا (مدظلہ) اسے پیش تو کر سکتے ہیں۔ البتہ اسے زیر بحث نہ لایا جائے۔ مولانا عبدالحق مدظلہ نے تحریک پیش کر دی جس کا متن یہ تھا کہ :

" ماہ رواں کے آخری ہفتہ میں قادیانیوں کا وسیع پیمانہ پہ سالانہ اجتماع کے انعقاد کی خبریں آچکی ہیں اور یہ بھی کہ اس اجتماع میں بھارت سمیت باہر ممالک سے بھی وفود شرکت کر رہے ہیں۔ چونکہ یہ اجتماع عالم اسلام اور مسلمانوں کے نام پہ ایک ایسا گروہ کر رہا ہے جسے آئین میں غیر مسلم اقلیت قرار دیا جا چکا ہے۔ اور خطرہ ہے کہ اجتماع اور اس کی تقاریر سے مسلمانوں کی دل آزاری ہوگی بلکہ ملک کی سالمیت کے خلاف بھی سکیمیں زیر غور لائی جائیں گی اس لئے اس اہم ترین مسئلہ پہ قومی اسمبلی غور کرے۔"

تحریک کے بعد سپیکر کے رد کرنے کے باوجود مولانا نے کہا کہ آئینی ترمیم میں عقیدۂ ختم نبوت کے خلاف تبلیغ کو قابل تعزیر جرم قرار دیا گیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اس اجتماع میں کھلم کھلا ختم نبوت کے خلاف پرچار کیا جائیگا۔ اس لئے ایسا اجتماع آئین کی صریح خلاف ورزی ہے —— سپیکر نے کہا کہ چونکہ اس مسئلہ پر ۳ ماہ مسلسل غور ہو چکا ہے۔ ہر روز اسے اٹھایا نہیں جا سکتا۔ اور یہ کہ اب بطور اقلیت انہیں شہری حقوق دینے ہونگے۔ مولانا مدظلہ نے جواب دیا کہ شہری حقوق وہی ہونے چاہئیں جو آئین کے خلاف نہ ہوں ——مگر سپیکر نے تحریک مسترد کر دی۔